تزک بابری

از

(جناب محمد رحیم صاحب دہلوی)

قرشی | کیش میں سمرقند کی طرح شہر بننے کے وسائل نہ تھے ۔ بالآخر سمرقند ہی کو دارالخلافہ بنانا پڑا ۔ قرشی بھی ایک علاقہ ہے ۔ اس کو نسف اور نخشب بھی کہتے ہیں ۔ قرشی مغلئی زبان کا لفظ ہے قرشی مغلوں کی زبان میں قبرستان کو کہتے ہیں ۔ شاید چنگیز خاں کے تسلط کے بعد اس کا یہ نام مشہور ہوا ہو ۔

وہاں پانی بہت کم ہے ۔ لیکن بہار کا موسم نہایت پر لطف ہوتا ہے ۔ خربوزے کی کاشت کثرت سے ہوتی ہے ۔

وہ سمرقند کے جنوب میں مائل بہ مغرب ۴۵ میل کے فاصلے پر ہے ۔ وہاں سیاہ سینے کا ایک پرند ہوتا ہے اس کو قیل توی روغ کہتے ہیں ۔ یہ پرند وہاں بے شمار ہوتا ہے ۔ اس لئے اس کا نام ہی مرغ قرشی مشہور ہو گیا ہے ۔

خزار | خزار بھی ایک علاقہ ہے ۔

کرمینیہ | ایک علاقہ کا نام کرمینیہ ہے ۔

قراکول | قراکول، سمرقند اور بخارا کے درمیان ایک علاقہ ہے وہ اور علاقوں کی بہ نسبت دریا کے زیادہ نشیب میں ہے اور بخارا سے ۴۲ میل دور مغرب اور شمال کے بیچ میں ہے ۔

اس میں بہت سے ضلع ہیں ۔

سغد | سغد ایک ضلع ہے ۔ اس کے آس پاس بہت سے اور ضلع ہیں اس کی ابتدا اس جگہ سے شروع

۱ء سغد سمرقند، شعب، بوان، غوطہ دمشق، مصلائے شیراز اس زمانے مسلم ایشیا کے ممتاز مقامات تھے ۔

ہوتی ہے جہاں موسم گرما بسر کرنے کے لئے سرد پہاڑی علاقہ ہے اور انتہا سنجار پر ختم ہوتی ہے راستے میں دو ایک میل بھی ایسے نہیں ہیں۔ جہاں کوئی گاؤں آباد نہ ہو۔

مشہور ہے کہ امیر تیمور کہا کرتے تھے کہ مرے پاس ایک باغ ہے۔ جو نوے گز لمبا ہے۔ یہ اشارہ ان ہی ضلعوں کی طرف تھا۔

شادوار | شادوار بھی ایک ضلع ہے۔ یہ شہر اور نواحات شہر سے ملا ہوا ہے اور نہایت عمدہ ضلع ہے۔ اس کے ایک طرف وہ پہاڑ ہے۔ جو شہر سبز اور سمرقند کے بیچ میں ہے۔ اس کے دیہات اسی پہاڑ کے دامن میں بسے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف کوہک دریا ہے۔ وہاں کی ہوا نہایت عمدہ ہے صاف ستھرا علاقہ ہے۔ پانی کی بہتات ہے۔ اور کھانے پینے کی چیزیں سستی ہیں۔

جو لوگ مصر و شام دیکھ چکے ہیں۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ اس جگہ کی نظیر نہیں ہے ضلعے اگرچہ اور بھی ہیں۔ لیکن وہ ایسے نہیں ہیں۔ جن کا ہم نے یہاں ذکر کیا ہے۔

تیمور کی اولاد میں سے سمرقند کے بادشاہ | امیر تیمور نے اپنے بیٹے جہانگیر مرزا کو سمرقند کا حاکم کیا تھا۔ جہانگیر مرزا کے انتقال کے بعد اس کے چھوٹے بیٹے کو حاکم کیا۔

اس کے انتقال کے بعد اس کے بڑے بیٹے محمد سلطان کو وہاں کا حاکم بنایا۔

شاہرخ مرزا نے تمام ماوراء النہر اپنے بڑے بیٹے الغ مرزا کو دے دیا تھا۔

الغ مرزا سے اس کے لڑکے عبد اللطیف مرزا نے چھینا اور چند روزہ اور ناپائیدار دنیا کے لئے اپنے دانشمند اور بوڑھے باپ کو شہید کر دیا۔

الغ مرزا کی تاریخ وفات | الغ مرزا کی تاریخ وفات خوب کہی ہے۔

الغ بیگ بحر علوم و خرد　　که دنیا و دیں را از و بود پشت

ز عباس شہد حیشید　　شدش حرف تاریخ عباس کشت

عبد اللطیف پدرکش | عبد اللطیف پانچ چھ مہینے سے زیادہ حکومت نہ کر سکا۔ چنانچہ یہ بہت مشہور ہے

پدرکش بادشاہی را نشاید　　اگر شاید بجز شش مہ بپاید

عبداللطیف کی تاریخ وفات | اس کے مرنے کی تاریخ کبھی خوب ہوئی ہے ؂

عبداللطیف خسرو جمشید فر کہ بود — در سلک بذگانش فریدوں وزردشت
بابا حسین کشت شب جمعہ اش بہ تیر — تاریخ این نویس کہ بابا حسین کشت

عبداللہ کی حکومت | عبداللطیف مرزا کے بعد عبداللہ مرزا (جو ابراہیم سلطان مرزا کا بیٹا، شاہرخ مرزا کا پوتا اور الغ مرزا کا داماد تھا) تخت پر بیٹھا۔ وہ تقریباً ڈیڑھ دو برس بادشاہ رہا۔

ابوسعید کی بادشاہت | عبداللہ کے بعد سلطان ابوسعید مرزا نے سمرقند لے لیا۔ اور اپنے جیتے جی اپنے بڑے بیٹے سلطان احمد مرزا کو دے دیا۔

سلطان احمد کی فرمانروائی | سلطان ابوسعید مرزا کے مرنے کے بعد سلطان احمد مرزا سمرقند کا بادشاہ ہوا۔

سلطان محمود کی حکومت | سلطان احمد مرزا کے مرنے کے بعد سلطان محمود مرزا سمرقند کے تخت پر بیٹھا۔

بائسنغر کی بادشاہت | سلطان محمود مرزا کے بعد بائسنغر مرزا کو تخت پر بٹھایا گیا لیکن ترخانیوں کے فساد میں بائسنغر مرزا کو تخت سے اتار دیا۔ اور اس کے چھوٹے بھائی سلطان علی مرزا کو دو ایک دن کے لئے بادشاہ بنا دیا۔ اس کے بعد پھر وہی بائسنغر مرزا بادشاہ ہوگیا۔ اس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔ بائسنغر مرزا سے میں نے چھینا۔

آئندہ جو واقعات لکھے جائیں گے۔ ان میں اس کے اور حالات بیان ہوں گے۔

امراء پر لطف و عنایات | سمرقند کے تخت پر بیٹھتے ہی میں نے وہاں کے امراء کے ساتھ پہلے زمانے کی طرح لطف و عنایات کا سلوک کیا۔ جو امراء میرے ساتھ آتے تھے۔ ان کے ساتھ بھی ان کی حیثیت کے مطابق سلوک کیئے گئے۔

تنبل پر نظر عنایت | سلطان احمد تنبل پر بہت زیادہ عنایت کی گئی۔ وہ اوسط درجے کے امیروں میں تھا۔ میں نے اس کا درجہ بڑھا دیا اور بڑے امراء کی برابر کر دیا۔

سمرقند کی زبوں حالی | سمرقند کا محاصرہ سات مہینے رہا۔ اور اسے بڑی مصیبتوں سے فتح کیا۔ لیکن لشکر کے ہاتھ کچھ لوٹ نہ لگی۔

سمرقند کے علاوہ بھی جو ملک تھا۔ وہ یا تو میرے زیر فرماں تھا۔ یا سلطان علی مرزا کے زیر تحت تھا۔ جو ملک خود ہمارا اپنا ہو چکا۔ اسے ہم کیسے تباہ کر سکتے تھے۔ اور جو ملک لٹ کھٹ کے برباد ہو گیا۔ اس سے وصول ہی کیا ہو سکتا تھا۔ اہل لشکر کے پاس جو مال متاع تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ سمرقند کا حال یہ تھا کہ جب وہ فتح ہوا۔ تو اُلٹا کاشتکاروں کو زراعت کی درستی کے لئے بیج اور نقد روپیہ دینا تھا۔ ایسی صورت میں سمرقند سے کیا مل سکتا تھا۔ یہ اسباب تھے۔ جن کے سبب اہل لشکر بالکل ٹوٹ گئے اور ہم بھی انھیں کچھ نہ دے سکے۔

ساتھی کھسکنے لگے | لوگوں کو اپنے اپنے گھر بھی یاد آنے لگے۔ اور وہ ایک ایک دو دو کر کے کھسکنے لگے سب سے پہلے جان قلی بیان نے بھاگنے میں پہل کی۔ پھر ابراہیم بیگ چکت[1] چلا گیا۔ اسی طرح تمام مغل بھاگ گئے۔

اوزون بی نمک حرامی | اس فتنے کو دبانے کے لئے خواجہ قاضی کو بھیجا گیا۔ اوزون حسن چوں کہ خواجہ قاضی کا گہرا دوست اور معتقد تھا اس لئے خواجہ اور اوزون حسن دونوں ہم خیال ہو کر گئے کہ ان بھاگنے والوں میں سے بعض کو سزا دیں اور بعض کو ہمارے پاس واپس بھیج دیں۔ دراصل فساد کی جڑ اوزون حسن نمک حرام ہی تھا۔ اس ہی نے ان سب کو بھگایا تھا۔

سلطان احمد تنبل کے جاتے ہی سب علی الاعلان بگڑ گئے اور مخالفت پر اُتر آئے۔

محمود نے اندجان مانگا | اس کئی برس کے عرصہ میں جب کہ میں نے سمرقند فتح کرنے کے لئے بڑی مصیبتوں سے فوج کشی کی۔

سلطان محمود خاں نے کوئی خاص مدد نہیں کی۔ لیکن سمرقند فتح ہونے کے بعد وہ اندجان طلب کرنے لگا۔

چھوٹے بھائی نے مقابلہ پر للکارا | فوج کے اکثر لوگ اور تمام مغل بھاگ کر جو اخشی اور اندجان چلے گئے تو اوزون حسن اور احمد تنبل نے جہانگیر مرزا کے لئے وہ مقامات مانگے۔

---

[1] چنگ

بھائیوں میں برسہابرس لمبے فساد کی ابتدا

کئی وجوہ سے ممکن نہ تھا کہ ان کی مانگ پوری کی جا سکتی۔ پہلی بات تو یہ کہ خان سے گو ان مقامات کے دینے کا وعدہ نہ ہوا تھا۔ لیکن انھوں نے مانگے تو تھے اور پھر جب خان نے مانگے تو جہانگیر مرزا کو کیسے دیتے جاتے۔ خان سے بگاڑ پیدا کرنا مناسب نہ تھا۔

دوسری بات یہ کہ اس نازک موقعے پر جو یہ لوگ بھاگ کر وہاں جا پہنچے تو انھوں نے مجھے دبا کر ملک لینا چاہا۔ اس سے پہلے اگر کچھ اقرار مدار ہو جاتا تو کوئی بات نہ تھی۔ کوئی وجہ تو پیدا ہو جاتی میں ان کی غلط دہونس کیوں مانتا۔

تمام مغل، اندجان کی فوج اور امرا میں سے کچھ منہ لگے امرا اندجان چلے گئے اور میرے پاس سمرقند میں چھوٹے بڑے، اچھے بُرے امرا وغیرہ۔ ملا کر کل ایک ہزار آدمیوں کے قریب رہ گئے ہوں گے۔

جہانگیر مرزا کے طرف داروں کی درخواست چوں کہ منظور نہ ہوئی۔ اس لئے انھوں نے ان لوگوں کو جو مجھ سے کھٹک کر مرے پاس سے بھاگے تھے۔ بلایا اور اپنے ساتھ ملا لیا۔ وہ اپنی حرکتوں کے خوف کے سبب خدا سے چاہتے تھے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش آجائے۔ ان سب نے مل کر آخشی سے اندجان پر چڑھائی کر دی۔ اور علی الاعلان لڑائی چھڑ گئی۔

تولون خواجہ

تولون خواجہ قوم نارین کے قزاقوں کا سردار اور بہادر آدمی تھا۔ میرے والد عمر شیخ مرزا نے اس کے ساتھ بہت مہربانیاں کی تھیں اور وہ مزید عنایات کا مستحق تھا۔ میں نے بھی اس کی پرورش کی اور اس کو امرا میں داخل کر دیا۔ وہ نہایت بہادر قزاق سپاہی تھا۔ اور اس لائق تھا کہ اس پر عنایات کی جائیں۔ مغلوں میں چوں کہ مجھے اس پر اعتماد تھا اور میں نے ہی اس کو ترقی کی ان بلندیوں پر پہنچایا۔ اس لئے سمرقند سے جب مغلوں کی قوتیں بھاگ گئیں تو میں نے تولون خواجہ کو ان کے پیچھے بھیجا تا کہ انھیں سمجھائے بجھائے اور ان کا ڈر کھو دے۔ اور وہ لوگ ڈر کی وجہ سے بددل نہ ہوں۔ لیکن نمک حراموں اور فتنہ انگیزوں نے انھیں ایسا بھڑکایا۔ کہ وہ نہ ڈرانے دھمکانے سے

راہ راست پر آئے نہ انھیں وعدوں پر یقین آیا۔

تولون مارا گیا | تولون خواجہ میاں دو آب پہنچا (میاں دو آب کو رباطک[ع] اور چلبنی کہتے ہیں) اوزون حسن اور سلطان احمد تنبل نے کچھ فوج بھیجی۔ وہ دفعتہً تولون خواجہ پر جا پڑی۔ اور تولون خواجہ کو پکڑ کر مار ڈالا۔

چھوٹے بھائی نے اندجان گھیر لیا | اوزون حسن اور تنبل نے جہانگیر مرزا کے ساتھ جا کر اندجان کو گھیر لیا۔

خواجہ قاضی کی خیر خواہی | ہم جب اندجان سے چلے تھے۔ تو علی دوست طغائی کو اندجان میں اور اوزون حسن کو آخشی میں چھوڑا تھا۔ پھر خواجہ قاضی بھی پہنچ گئے تھے۔ اور سمرقند سے جو بہت سے لوگ چلے گئے تھے وہ بھی وہیں تھے۔

خواجہ قاضی نے قلعے کو بچانے کے لئے اور میری خیر اندیشی کے سبب ان لوگوں کو جو قلعے میں تھے اور ان کے بال بچوں کو جو میرے پاس تھے اپنی اٹھارہ ہزار بکریاں دیں۔

خطوط کا تانتا لگ گیا | محاصرے کے دوران میں میری ماؤں نے اور خواجہ قاضی نے خط پر خط بھیجے کہ ہم بے طرح گھر گئے ہیں تم نہ آئے اور ہماری خبر نہ لی تو کام بگڑ جائے گا۔ سمرقند کو اندجان کے طفیل لیا ہے اندجان پاس ہے تو خدا چاہے سمرقند بھی ہاتھ آسکتا ہے۔

مری بیماری | اسی قسم کے خط اوپر تلے آرہے تھے۔ میں ان دنوں سخت بیمار تھا۔ پہلے ایک دفعہ بیمار ہو کر اچھا بھی ہو گیا مگر کمزوری میں پوری احتیاط نہ ہوئی اس لئے پھر پڑ گیا۔ اور اس دفعہ بری طرح پڑا چار روز تک زبان بند رہی۔ روئی کے پھویوں سے منہ میں پانی ٹپکایا جاتا تھا۔

اوزون کے ایلچی کی آمد | مرے ساتھیوں میں سے امرا کیا اور سپاہی کیا سب ہی میری زندگی سے مایوس ہو گئے اور سب کو اپنی اپنی پڑ گئی۔

اس نازک وقت میں اوزون حسن کا ایلچی آیا۔ اور بیہودہ پیغام لایا۔ امرا نے غلطی کی۔ اُسے میرا حال دکھا کر واپس کر دیا۔

ع۔ اور چلبنی (واؤ یا دال سے) رباطک کا ضلع ہے اور اندجان کے مشرق میں ہے

چار پانچ دن بعد مجھے کچھ فائدہ ہوا۔ لیکن زبان صاف نہ ہوئی۔

میرے استاد اور پیر کا حکم | میری والدہ اور نانی السین دولت بیگم اور میرے استاد اور پیر مولانا قاضی نے خط بھیجے اور اتنے اصرار سے مجھے بلایا۔ تو ایسا کس کا دل ہو گا کہ خیال نہ کرتا اور وہاں ٹھہرا رہتا۔

سمرقند کی چند روزہ بادشاہی | چند دن بعد رجب[1] کے مہینے میں ہفتہ کے روز میں سمرقند سے اندجان چلا۔ اس دفعہ میں نے سمرقند میں چند دن بادشاہی کر لی۔

ہفتہ کا منحوس دن | دوسرا ہفتہ تھا کہ میں خجند پہنچا۔ اسی روز ایک آدمی اندجان سے خبر لایا کہ سات روز پہلے جس ہفتے کے دن میں نے سمرقند چھوڑا اسی ہفتہ کے دن علی دوست طغائی نے اندجان کا قلعہ دشمنوں کے حوالے کر دیا۔

اندجان میں شکست کی وجہ | اندجان ہاتھ سے جانے کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ اوزون حسن کے جن آدمیوں کو میری بیماری میں میرا حال دکھایا گیا تھا۔ انھوں نے اندجان واپس پہنچ کر محاصرے کے دوران میں یہ بتایا کہ بادشاہ کی زبان بند ہو چکی ہے اور روئی کے پھویوں سے پانی ٹپکایا جا رہا ہے۔

یہ بیان قسمیں کھا کھا کر علی دوست طغائی کو سنایا گیا۔ وہ اس وقت خاکان دروازے میں تھا اس خبر کے سنتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اس نے دشمنوں سے عہد و پیمان کر کے قلعہ دے دیا۔

علی دوست کی نمک حرامی | قلعے میں کوئی سپاہی نہ رہا۔ اور سامان میں سے کچھ بھی نہ بچا۔ یہ اس نمک حرام منافق کی نامردی کی انتہا تھی۔ یہ باتیں جو بیان کی گئیں یہ اس نے محض اپنے بچانے کے لئے گھڑ لیں۔

مولانا قاضی کو شہید کر ڈالا | دشمن اندجان لے چکے تو انھیں میرے خجند پہنچنے کی خبر ملی۔ اس خبر کو سنتے ہی انھوں نے مولانا قاضی کو بڑی بے عزتی سے ارک کے دروازے میں پھانسی دے کر شہید کر دیا۔

مولانا قاضی کے حالات | خواجہ مولانا قاضی کا نام عبداللہ اور عرفیت خواجہ مولانا تھی۔ والد کی طرف سے ان کا نسب شیخ برہان الدین قلیچ تک اور والدہ کی طرف سے سلطان[2] الملک قاضی تک۔

---

[1] مارچ ۱۴۹۸ء   [2] سلطان ایلیک یا سلطان ایلک

فرغانہ میں اس خاندان کے لوگ پیشوا، شیخ الاسلام اور قاضی رہ چکے ہیں۔ خواجہ مولانا حضرت خواجہ عبید اللہ کے مرید تھے اور انھیں سے تربیت پائی تھی۔

مجھے خواجہ قاضی کے ولی ہونے میں شک نہیں۔ ان کی ولایت کا اس سے بہتر ثبوت اور کیا ہوگا۔ کہ کچھ ہی دن میں۔ ان سب لوگوں کا نام ونشان مٹ گیا۔ جو ان کو شہید کرنے میں شریک تھے۔ مولانا مرحوم عجیب شخصیت تھی۔ ڈر، خوف ان میں نام کو نہ تھا۔ ایسا دلیر آدمی نہ دیکھا نہ سنا۔ یہ صفت ولایت کی دلیل ہے۔ دنیا دار کیسے ہی بہادر کیوں نہ ہوں کچھ نہ کچھ دھڑکا اور اندیشہ رہتا ہی ہے۔ خواجہ میں یہ کمزوری بالکل نہ تھی۔

مولانا کے عزیزوں کی گرفتاری خواجہ کی شہادت کے بعد خواجہ کے نوکروں، عزیزوں اور لونڈی غلاموں کو ان ظالموں نے گرفتار کر لیا اور لوٹ لیا۔

میں نہ ادہر کا رہا نہ اُدہر کا رہا میری والدہ اور نانی صاحبہ اور ان لوگوں کے بال بچوں کو جو میرے ساتھ تھے میرے پاس خجند بھیج دیا گیا۔

اندجان کے لئے سمرقند چھوڑا تھا۔ اندجان بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ اب میرا حال یہ ہے کہ نہ ادہر کا رہا نہ ادھر کا رہا۔ جس دن سے میں بادشاہ ہوا تھا اس طرح آدمیوں سے الگ نہ ہوا تھا اور ملک یوں نہ چھنا تھا۔ اور ایسا رنج اور تکلیف نہ اٹھائی تھی۔ اس لئے مجھے شدید صدمہ ہوا۔

بڑے ماموں سے مدد کی درخواست میری سرکار میں خلیفہ کا رہنا بعض منافقین کو کھٹکتا تھا۔ محمد حسین مرزا وغیرہ نے خلیفہ کو تاشقند بھیجنے پر اصرار کیا۔ میں نے مجبوراً قاسم بیگ کو خان کے پاس تاشقند بھیجا۔ اور ان سے درخواست کی کہ اندجان پر چڑھائی کریں۔

دشمن کے مقابلے پر خان جو میرے ماموں ہیں لشکر اکٹھا کر کے آہن گروں کے سبزہ زار کی طرف پہنچے جب وہ کندزلیک[1] اور امانی سے نیچے پہنچے میں بھی خجند سے وہاں جا پہنچا اور خان سے ملا۔ اور کندزلیک اور امانی کو فتح کر کے آخشی کے پاس جا اترے۔ دشمن بھی دوسری طرف سے لشکر لے کر آخشی آ گیا۔

---

[1] کندزلیک اور امانی، تاشقند اور آخشی کے بیچ کی سڑک پر پہاڑوں کے بیچ میں ہیں۔